لب جوے اُڑانے لگی گرد گرد — گل اشرفی کا ہوا رنگ زرد
لگی آگ لالے کے دل کو تمام — دیا خاک میں پھینک عشرت کا جام
پڑا ماتم اس باغ میں بسکہ سخت — ہوے نخل[1] ماتم تمامی درخت
گرے غم سے انگور مدہوش ہو — پڑے سارے سایے سیہ پوش ہو
لگے تھے جو پتے درختوں کے ساتھ — وہ ہل ہل کے ملتے تھے آپس میں ہاتھ
وہ لبریز جو نہر تھی جا بجا — سو آنکھوں کو وہ رہ گئی ڈبڈبا
اُچھلتے تھے فوارے جو اُس کے واں — گیا سب نکل اُن کا تاب و تواں
مژہ پر جو کچھ اشک تھے جھڑ گئے — غرض روتے روتے گڑھے پڑ گئے
ہوا حال چشموں کا یاں تک تباہ — کیا رخت پانی نے اپنا سیاہ
کہاں وہ کنویں اور کہاں آبشار — کوئی دل میں روتا کوئی دھاڑ[2] مار
نہ بگلوں کا عالم نہ وہ قرقرے — نہ وہ آبجوئیں[3] نہ سبزے ہرے
جہاں رقص کرتے تھے طاؤس باغ — لگے بولنے واں منڈیروں پہ زاغ
سہانی وہ چھائیں جو دلچسپ تھیں — تو کیا ہو کہ اب دل لگی واں نہیں
منقش جہاں تھے وہ رنگیں مکاں — ہوے سب وہ جوں دیدۂ خونچکاں
گلوں کی طرح کھل رہے تھے جو دل — سو وہ سب خزاں سے ہوے منفعل
خزاں کا الم دل میں جو آ گڑا — جگر برگ گل کی طرح جھڑ پڑا
نہ غنچہ نہ گل نے گلستاں رہا — فقط دل میں اک خار ہجراں رہا
وزیروں نے دیکھا جو احوال شاہ — کہ ہوتی ہے اب اس کی حالت تباہ

[1] نخل ماتم۔ تابوت ۱۲ آسی [2] دھاڑ مار کر رونا۔ چلا کر رونا ۱۲ [3] آبجو۔ ندی ۱۲۔ آسی

کہا گو جدائی گوارا نہیں — ولیکن خدائی سے چارا نہیں
نہیں خوب اتنا تمھیں اضطراب — نصیبوں سے شاید ملے وہ شتاب
خدا جانے اب اس میں کیا بھید ہے — یہ کہتے ہیں جیتوں کو امید ہے
خدا کی خدائی جو معمور ہے — غرض اُس کے نزدیک کیا دور ہے
نہیں ایک صورت پہ کوئی مدام — اُسی کی غرض ذات کو ہے قیام
یہ کہہ اور شہ کو بٹھا تخت پر — بہر نوع رہنے لگے یک دگر
لٹایا بہت باپ نے مال و زر — ولیکن نہ پائی کچھ اُس کی خبر

داستان شہزادے کو پرستان میں لیجانے کی

مجھے دے کے مے کھوج اُس کا بتا — ذرا خضر رہ ہو تو ہی ساقیا
نہ پائی کہیں یاں تو اُس گل کی بو — کروں اب پرستان میں جستجو
اُڑی وہ پری واں سے لیکر اُسے — اُتارا پرستاں کے اندر اُسے
وہاں ایک تھا سیر کا اُس کے باغ — کہ جس کے گلوں سے ہو تازہ دماغ
ریاحین و گل اُس میں انواع کے — طلسمات گل اس میں انواع کے
طلسمات کے سارے دیوار و در — نہ بانکے سے کوٹھے نہ بانکے سے گھر
مطلا[1] منقش[2] مشبک[3] تمام — یہ کیا ہو جو ہو دھوپ کا اُس میں نام
گرے چھنکے واں اس لطافت سے دھوپ — کہ زردی کا جوں زعفراں پر ہو روپ
نہ آتش کا خطرہ نہ بارش کا ڈر — نہ سردی نہ گرمی کا اُس میں خطر

[1] سونے کا کام ۱۲ [2] منقش۔ نقشین ۱۲ [3] مشبک۔ جالی دار ۱۲

ہرے اور بھرے سب گلوں سے مکاں — جہاں چاہیے جا کے رکھدیں وہاں
درخشندہ ہر سقف دالان کی — ہو دیوار جیسے چراغان کی
زمیں ساری وانکی جواہر نگار — ادھر[1] میں چمن اور ہوا میں بہار
کسی کو ہو جس چیز کا اشتیاق — نظر آوے وہ چیز بالائے طاق
جواہر کے ذی روح وحش و طیور — خراماں پھریں صحن میں دور دور
پھریں دن میں سارے وہ حیوان ہو — کریں رات میں کام انسان ہو
لگے ہر طرف گوہر[2] شب چراغ — وہی دن کو گو ہر وہی شب چراغ
بنائے ہوئے جال باہم نہال — گل و غنچہ سب واں کے دور از خیال
صدا آپ سے آپ گھڑیال[3] کی — کہیں ناچ کی اور کہیں تال کی
رہے واں کے حجروں کا جو در کھلا — تو دنیا کے باجوں کی آئے صدا
وگر بند کر دیجیے ایک بار — تو جوں ارغنوں[4] راگ نکلیں ہزار
مکانوں میں مخمل کا فرش و فروش — بخط سلیمانی اُن پر نقوش
طلسمات کے پردے اور چلونیں — ارادے یہ دل کے اٹھیں اور کھلیں
خواصیں پریزاد اُس میں تمام — پھریں گرد گرد اُس پری کے مدام
سر نہر بنگلہ مرصع[5] نگار — سراپا برنگ گہر آب دار
رکھا شاہزادے کا اُس میں پلنگ — کھلا حسن سے اُس کے بنگلے کا رنگ

۱ ادھر معلق۔ ٹنگا ہوا ۱۲۔ آسی ۲ گوہر شب چراغ ایک قسم کا لعل جو شب کو روشنی دیتا ہے ۱۲ ۳ گھڑیال۔ وہ گھنٹہ جو امیروں کے دروازوں پر۔ یا مندروں وغیرہ میں بجایا جاتا ہے ۱۲ ۴ ارغنوں ایک باجا جس کا موجد افلاطون تھا ۱۲ ۵ مرصع نگار۔ جس پر نقش و نگار بنائے ہوں ۱۲

قضارا کھلی آنکھ اُس گل کی جو — نہ پائی وہاں شہر کی اپنے بو
نہ وہ لوگ دیکھے نہ وہ اپنی جا — تعجب سے اک اک کو تکتا رہا
اچنبھے[1] کا یہ خواب دیکھا جو واں — لگا کہنے یارب میں آیا کہاں
زبس تھا وہ لڑکا تو سہما[2] بھی کچھ — ہوا کچھ دلیر اور حیراں بھی کچھ
سرہانے جو دیکھی مہ چار دہ — کہ ہے اجنبی سی وہ اک رشک مہ
کہا کون ہے تو یہ کس کا ہے گھر — لے آیا مجھے کون گھر سے ادھر
پھرا منہ کو اور لے اُدھر سے نقاب — دیا اُس پری نے یہ ہنس کر جواب
خدا جانے تو کون میں کون ہوں — مجھے بھی تعجب ہے میں کیا کہوں
پر اب تو تو مہمان ہے میرے گھر — لے آئی ہے تجھ کو قضا و قدر
یہ گھر گو کہ میرا ہے تیرا نہیں — پر اب یہ گھر تیرا ہے میرا نہیں
ترے عشق نے مجھ کو شیدا کیا — ترا غم مرے دل میں پیدا کیا
چھڑا کر ترا تجھ سے شہر و دیار — یہ بندی ہی لائی ہے تقصیر وار
پری ہوں میں اور یہ پرستان ہے — یہاں سب یہ قوم بنی جان ہے
کہاں صورت جن[3] کہاں شکل انس[4] — غرض قہر ہے صحبت غیر جنس
پری کو ہوئی شادی اُس مہ کو غم — پہ ناچار کیا کر سکے وہ صنم
کبھی یوں بھی ہے گردش روزگار — کہ معشوق عاشق کے ہو اختیار
غرض دل کو جوں توں لگایا وہاں — کہا اُس نے جو کچھ کہا اُس کو ہاں

۱ اچنبھا۔ تعجب ۱۲۔ ۲ سہماں۔ اس طریقہ سے اب استعمال نہیں کرتے۔ ورنہ یوں قافیہ کیا جا سکتا ہے ۱۲۔ آسی ۳ مراد جنات ۱۲ ۴ انس۔ انسان ۱۲۔ آسی

ولیکن نہ عقل و نہ ہوش و حواس — رہے وحشیوں کی طرح وہ اداس
کبھی اشک آنکھوں میں بھر لائے وہ — کبھی سانس لے کر کہے ہائے۔ وہ
وہ محلوں کی چہلیں وہ گھر کا سماں — رہے روبرو دھیان میں ہر زماں
وہ شفقت جو ماں باپ کی یاد آئے — تو راتوں کو رو رو کے دریا بہائے
کبھی اپنی تنہائی پر غم کرے — کبھی اپنے اوپر دعا دم کرے
کرے یاد جب اپنے ناز و نعم — فغاں زیر لب وہ کرے دمبدم
بہانے سے دن رات سویا کرے — نہ ہو جب کوئی تب وہ رویا کرے
غرض مضطرب تھا وہ ہر حال میں — کہ جوں مرغ تڑپے نیا جال میں (در اضطراب [illegible])
غرض ماہرخ اُس پری کا تھا نام — پدر سے کیا تھا یہ پوشیدہ کام
کبھی گھر میں رہتی کبھی رہتی واں — کہ تا راز اُس کا نہ ہووے عیاں
وہ پریوں میں ازبسکہ تھی ذی شعور — نئی چیز لاتی تھی اُس کے حضور
عجائب غرائب پرستان کے — دکھاتی تھی ہر شب اُسے آن کے
نئے کھانے اور میوے اقسام کے — مہیا سب اسباب آرام کے
نئی کشتیاں روز پوشاک کی — خوشامد سدا جان غمناک کی
نئے سوانگ سوال کے نئے راگ رنگ — کہ تا دل لگے اور نہ ہو جی تنگ
شرابوں کے شیشے چنے طاق میں — غرض وہ کہ نکلے نہ آفاق میں
شراب و کباب و بہار و نگار — جوانی و مستی و بوس و کنار
نہ تھا اور غم کچھ تو اُس کو وہاں — بغیر از غم دوری دوستاں
اسی غم میں گھل گھل کے مرتا تھا وہ — سدا شمع ساں آہ کرتا تھا وہ

پری وہ جو تھی دل لگائے ہوئے — وہ بیٹھی تھی اُس کو اُڑائے ہوئے
وہ تھی نازنیں بھی بہت عقلمند — نہ کھلنے[1] سے کچھ اُس کے ہوتی تھی بند
کہا ایک دن اُس نے اے بےنظیر — مرے دام میں تو ہوا ہے اسیر
تو ایک کام کر اک پہر بھر کہیں — کیا کر ٹک اک سیر روئے زمیں
تو رُک رُک[2] کے کر اپنے جی کو نہ بند — نہ ہو بیکے کہیں تیرے جی کو گزند
سر شام جاتی ہوں میں باپ پاس — اکیلا تو رہتا ہے اس جا اداس
یہ گھوڑا میں دیتی ہوں کل کا تجھے — ولیکن یہ دے تو مچلکا[3] مجھے
کہ گر شہر کی طرف جائے کہیں — دیا دل کسی سے لگائے کہیں
تو پھر حال جو ہو گنہگار کا — وہی حال ہو تجھ سے دلدار کا
کہا کیونکہ میں تم کو جاؤں گا بھول — مجھے جو کہا تم نے سب ہے قبول
کہا ماہرخ نے کہ تجھے تیرے بخت — کہ بخشا تجھے میں سلیماں کا تخت
جو اُترے تو کل اُس کی یوں جوڑیو — جو برعکس چاہے تو دوں موڑ۔ لو
زمیں سے لگا اور تا آسماں — جہاں چاہیو جائیو تو وہاں

داستان گھوڑے کی تعریف میں

کہوں کیا میں اُس اسپ کی خوبیاں — پرندوں میں کب ہوں یہ محبوبیاں
ذرا کل کو موڑے فلک پر ہوا — جو کہیے تو کہیے اُسے بادپا

[1] نہ کھلنے سے یعنی اس کے بے تکلف نہ ہونے سے ۱۲ [2] رُک رُک کے۔ یعنی گھٹ گھٹ کے ۱۲ [3] مچلکا دینا۔ کسی امر کے نہ کرنے کا تحریری عہد دینا ۱۲۔ آسی

نہ کھاوے نہ پیوے نہ سووے کبھی — نہ ٹاپے نہ بیمار ہووے کبھی
نہ حشری[۱] نہ کری[۲] نہ شب کور[۳] وہ — نہ وہ کہنہ لنگ[۴] اور نہ منہ زور[۵] وہ
نہ ہڈ نکا نے موتڑے[۶] کا خلل — نہ پیشانی اور پر ستارے[۷] کا بل
نہ سائن نہ ناگن نہ بھونری کا ڈر[۸] — ہر اک عیب سے وہ غرض بیخطر
یہ گھوڑا جو اُس کل کی تھا بخش[۹] کا — فلک سیر تھا نام اُس رخش[۱۰] کا
سر شام وہ بے نظیر جہاں — اُسی رخش پر ہو کے جلوہ کناں
ہر اک طرف سے ہو گذرتا تھا وہ — وہیں اک پہر سیر کرتا تھا وہ
پہر جب کہ بجتا[۱۱] تو پھرتا شتاب — کہ پھر قہر تھا ماہ رخ کا عتاب

داستان وارد ہونا بے نظیر کا باغ میں بدر منیر کے

کدھر ہے تو اے ساقی شوخ رنگ — کہ آیا ہوں میں بیٹھے بیٹھے بتنگ

[۱] حشری گھوڑا عیب دار گھوڑا جو اور گھوڑوں کے ساتھ مل کر نہ رہ سکے ۱۲ [۲] کری۔ وہ گھوڑا جس کی کر سواری اور صحبت میں خم نہ ہو سکے ۱۲ [۳] شب کور جس کو رات کو نہ دکھائی دے۔ گھوڑے کا یہ بھی ایک عیب ہے ۱۲ [۴] کہنہ لنگ۔ گھوڑے کے لنگڑانے کا عیب ۱۲ [۵] منہ زور لنگھنا گھوڑا ۱۲ [۶] موتڑا گھوڑے کا ایک مرض۔ یہ ایک غدود ہے جو گھوڑے کے پیچھے کے پاؤں میں نمودار ہوتا ہے اور جس کی وجہ سے وہ لنگ کرنے لگتا ہے اس مرض میں گھوڑے کے ٹخنے کی ہڈی بھی بڑھ جاتی ہے ۱۲ [۷] جس گھوڑے کی پیشانی پر سفید ٹیکا ہوتا ہے اس کو منحوس مانا ہے ۱۲ [۸] یہ سب علامتیں گھوڑے میں منحوس مانی گئی ہیں ۱۲ [۹] بخش حصہ ۱۲ [۱۰] گھوڑا ۱۲ [۱۱] پہر بجنا۔ امرا اور بادشاہوں کے یہاں ایک پہر رات گزر جانے پر گھنٹا بجتا تھا ۱۲

پلا مجھ کو دارو[۱] کوئی تیز و تند — کہ ہوتا چلا ہے مرا ذہن کند
مرے توسن طبع کو پر لگا — مجھے یاں سے لے چل فلک پر اُڑا
سنو ایک دن کی یہ تم واردات — اُٹھا سیر کر بے نظیر ایک رات
ہوا تا کہاں اُس کا اک جا گذر — سہانا سا اک باغ آیا نظر
سفید ایک دیکھی عمارت بلند — کہ تھی نور میں چاندنی سے دو چند
وہ چھٹکی ہوئی چاندنی جا بجا — وہ جاڑے کی آمد وہ ٹھنڈی ہوا
وہ نکھر افلاک اور وہ مہ کا ظہور — لگا شام سے صبح تک وقت نور
یہ عالم جو بھایا تو کوٹھے پہ آ — اُترا اپنے گھوڑے سے اور سر جھکا
لگا جھانکنے اُس مکاں کے تئیں — کہ دیکھوں تو یاں کوئی ہے یا نہیں
جو دیکھا تو ایسا کچھ آیا نظر — کہ سب کچھ گیا اُس کے جی سے اُتر
کہا جی سے اب تو جو کچھ ہو سو ہو — ذرا چل کے اس سیر کو دیکھ لو
یہ کہہ نیچے اُترا دبے پاؤں وہ — نظر سے بچائے ہوئے چھاؤں وہ
الگ کھول ہاتھوں سے وا نکے کواڑ — چلا سایہ سا یہ درختوں کی آڑ
تھے اک طرف گنجان باہم درخت — کہ لپٹے ہوں جس طرح مشتاق سخت
لگا واں سے چھپ چھپ کے کرنے نظر — درختوں سے جوں ماہ ہو جلوہ گر
جو دیکھی تو صحبت عجب ہے وہاں — عجب چاندنی ہے عجب ہے سماں
عجب صورتیں اور طرفہ محل — چلا دیکھتے ہی دل اُس کا نکل
ملی جنس کی اپنے جو اُس کو بو — لگا تکنے حیرت سے ہر ایک سو

[۱] دارو۔ مجازاً شراب ۱۲ آسی